مدینہ منورہ کی مجلس القلادہ

قاضی اطہر مبارکپوری -

عہد صحابہ و تابعین میں مدینہ منورہ میں علمی اور دینی مجلسیں منعقد ہوتی تھیں جن میں مختلف موضوعات پر کھل کر گفتگو ہوتی تھی، اور ان میں شریک ہونے والے علماء، فقہاء، محدثین اور اعیان و اشراف اظہار رائے کرتے تھے، بعض اوقات مسائل حاضرہ اور وقتی سیاست پر بھی بحث ہوتی تھی، یہ مجلس مسجد نبوی کے مختلف حصوں اور گوشوں میں عام طور سے رات میں منعقد ہوتی تھیں، ان ہی میں ایک مجلس القلادہ تھی جو مسجد نبوی کے اسطوانۂ وفود کے پاس ہر رات نماز عشاء کے بعد جمتی تھی اور اس میں اجلۂ صحابہ و تابعین، قریش کے اعیان و اشراف اور انصار و مہاجرین کے سربرآوردہ حضرات پابندی سے شریک ہوتے تھے، اس مجلس کی اہمیت و افادیت کے بارے میں مورخ مدینہ علامہ سمہودی لکھتے ہیں۔

وكانت تعرف ايضاً بمجلس القلادة، و يجلس اليها سروات الصحابة وافاضلهم رضوان الله عليهم -

یہ مجلس قلادہ کے نام سے مشہور تھی اس میں صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے علماء و فضلاء اور سربرآوردہ حضرات شریک ہوتے تھے۔[1]

دوسرے مورخ مدینہ ابن زبالہ نے اس کا تذکرہ یوں کیا ہے۔

وانه المجلس الذی يقال له مجلس القلادة وكان يجلس فيه سروات الناس قديماً -

اسی مجلس کو مجلس قلادہ کہا جاتا تھا پہلے زمانہ میں اسکے اندر نامی گرامی لوگ بیٹھا کرتے تھے۔

اور علامہ مجدالدین صاحب قاموس نے المغانم المطابہ میں لکھا ہے

وانما سمي القلادة لشرف من كان يجلس اليها من بنی هاشم وغيرهم له

اس میں بنوہاشم وغیرہ کے معزز و شریف لوگوں کے بیٹھنے کی وجہ سے اس کو مجلس قلادہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

[1] وفار الوفار ج ۱ ص ۴۴۹، ۴۵۰ -

یہ مجلس مدینہ منورہ کے اہل علم و فضل اور اعیان و اشراف کی المجمع العلمی تھی، اور یہاں کے علمی و دینی یواقیت و جواہر کا یہ حلقہ مدینہ منورہ کے گلے کا ہار تھا، محمد بن حبیب بغدادی نے کتاب المنمق میں اس کو یوں ذکر کیا ہے۔

وكان ذالك المجلس يسمى مجلس القلادة يشبه بالقلادة المنظومة بالجوهر لحسنه وجماله وشرف اهله[1]

یہ مجلس اپنے حسن و جمال اور شریف شرکاء کی وجہ سے موتیوں سے گندھے ہوئے ہار کے مانند تھی اسی لئے اس کا نام مجلس قلادہ پڑ گیا۔

اس پاکیزہ علمی و دینی مجلس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی پابندی سے شریک ہوتے تھے، اور اس کو بڑی اہمیت دیتے تھے، ملک شام جانے کے بعد بھی اس کو یاد کرتے تھے، اور جب کوئی شخص مدینہ منورہ سے ان کے پاس جاتا تو اس کے بارے میں سوال کرتے اور کہتے تھے

لن تبرح المدينة عامرة مادام مجلس القلادة

جب تک مجلس قلادہ باقی رہے گی مدینہ آباد رہے گا

اس کے شرکاء میں چند حضرات کے نام یہ ہیں (۱) حضرت عبداللہ بن عباس (۲) حضرت حسن بن علی (۳) حضرت عبیداللہ بن عدی بن خیار (۴) حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابوربیعہ مخزومی (۵) حضرت ابویسار بن عبدالرحمٰن بن عبید اللہ (۶) حضرت موسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ (۷) حضرت عبدالرحمٰن بن عبد قاری، رضی اللہ عنہم، ان کے علاوہ بنوہاشم، بنوامیہ، انصار، مہاجرین کے اہل علم و فضل اور اعیان و اشراف ہر رات اس میں پابندی کے ساتھ شریک ہوتے تھے، مذکورہ بالا شرکاء مجلس کے ناموں سے اس مجلس کی عظمت و اہمیت اور افادیت کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے۔

ابن ابوعتیق نامی ایک بزرگ[2] بھی اس مجلس میں شریک ہوتے تھے، ان کے اوپر ایک تاجر کا چھ ہزار درہم قرضہ ہوگیا تھا، تاجر نے تقاضا کیا تو ابن ابوعتیق نے کہا کہ میرے پاس قرضہ کی ادائگی کا انتظام نہیں ہے، البتہ تم کو ایک ترکیب بتاتا ہوں جس سے میں قرض سے سبکدوش ہوسکتا ہوں جب میں مجلس القلادہ میں جاکر بیٹھوں تو تم میرے پاس آکر مجھ سے قبیلہ بنی عبدمناف والوں کے بارے میں سوال کرنا، اس گفتگو کے بعد ابن ابوعتیق رات کو مجلس قلادہ میں جاکر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے، وہ تاجر بھی طے شدہ بات کے مطابق وہاں آکر بیٹھ گیا اور ابن ابوعتیق

[1] کتاب المنمق ص ۴۲۵ [2] یہ بزرگ محمد بن عبداللہ بن ابوعتیق محمد بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر الصدیق رحمۃ اللہ علیہ ہیں -

سے کہا کہ ابو محمد آپ مجھے خاندان بنو عبد مناف کے بارے میں کچھ باتیں بتائیے، انھوں نے بتایا کہ بنو عبد مناف کی شاخ آل حرب نے شرک کیا تو دوسرے لوگوں نے بھی شرک کیا اور انھوں نے اسلام قبول کیا تو دوسرے لوگ بھی مسلمان ہوگئے تاجر نے پوچھا کہ اس کے بعد اس خاندان کے دیگر اشخاص کیسے ہیں؟ ابن ابوعتیق نے کہا کہ بنو عاص میں شہداء اور اشراف سب سے زیادہ ہیں، تاجر نے سن کر کہا کہ سبحان اللہ! اس صورت میں آپ بنو عبدالمطلب کو کس درجہ پر رکھیں گے، ابن ابوعتیق نے تاجر سے غصہ ہو کر کہا۔

یا احمق! انما سألتنی عن بیوت الآدمیین ولو سألتنی عن وجوه الملائکة لاخبرتك عن بنی عبد المطلب فیهم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و فیهم اسد اللہ، و فیهم الطیار فی الجنة۔	ارے احمق! تونے آدمیوں کے خاندان کے متعلق مجھ سے سوال کیا ہے، اگر معزز ملائکہ کے بارے میں مجھ سے سوال کرتا تو میں تم کو بنو عبدالمطلب کے بارے میں بتاتا کہ ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت حمزہ اسد اللہ اور حضرت جعفر طیار ہیں۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ابن ابوعتیق کی زبان سے یہ الفاظ سنتے ہی کہا کہ ابو محمد! میں تمکو قسم دے کر کہتا ہوں کہ کوئی حاجت ہو تو بیان کرو، ابن ابوعتیق نے کہا کہ ہاں اس شخص کا چھ ہزار درہم میرے ذمہ باقی ہیں، حضرت حسن نے فرمایا۔

قد قضاها اللہ عنك هی علینا دونك۔	اللہ تعالیٰ نے یہ قرض تمھاری طرف سے ادا کردیا وہ ہمارے ذمہ ہے۔

حسب معمول ایک رات مجلس قلادہ میں یارانِ باصفا مختلف موضوعات پر باتیں کر رہے تھے اسی درمیان حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے اوصاف کا تذکرہ ہونے لگا، اور عبید اللہ بن عدی بن خیار نے کہا۔ بلاغت اور فقہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسا میں نے کسی کو نہیں دیکھا" یہ سنکر ابو یسار بن عبدالرحمٰن نے ان سے کہا کہ گویا آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھا ہے، خدا کی قسم معاویہ کی شخصیت اور ان کے قلب کو انسان ہی دیکھ سکتا ہے۔

مجلس میں عبید اللہ بن عبداللہ بن عمر بھی موجود تھے، انھوں نے ابویسار سے کہا کہ گویا آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عدل و انصاف اور کمالات کو نہیں دیکھا۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابو ربیعہ نے ان باتوں کو سن کر سب سے مخاطب ہو کر کہا کہ گویا آپ لوگ صرف مہاجرین میں فضیلت و برتری دیکھ رہے ہیں، ان کے مسلمان ہونے کے علاوہ اور کون سی خاص بات ان میں ہے؟ کیا آپ نے حارث بن ہشام کو نہیں دیکھا ہے؟ (حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ ابوجہل کے بھائی ہیں، فتح مکہ کے وقت اسلام لائے اور یرموک کی جنگ میں شہید ہوئے۔)

اس پر موسیٰ بن طلحہ نے کہا کہ آپ اس مجلس میں حارث بن ہشام وغیرہ کا تذکرہ مہاجرین کے ساتھ کر رہے ہیں، حالانکہ وہ لوگ مہاجرین کے غلام تھے جنھوں نے ان کو اپنے قبضہ میں کرلینے کے بعد آزاد کردیا تھا۔

اس بحث و تکرار نے اتنا طول پکڑا کہ عبدالرحمٰن اور موسیٰ آپس میں الجھ پڑے اور حاضرین نے بیچ بچاؤ کرکے اس وقت معاملہ رفع دفع کردیا، مگر عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں اس واقعہ کو امیر مدینہ مروان بن حکم سے بیان کرکے کہوں گا کہ موسیٰ نے آپ کو اور معاویہ کو غلام بتایا ہے، عبدالرحمٰن کی بات سنکر موسیٰ کو مروان بن حکم کی سخت گیری سے خطرہ محسوس ہوا اور اسی وقت مجلس سے اٹھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پہونچے وہ موسیٰ کی رضاعی خالہ تھیں،

خادمہ بریرہ رضؓ نے دروازہ کھولا، معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ سو رہی ہیں، اس لئے موسیٰ بغیر کچھ کہے سنے واپس چلے گئے، ادھر عبدالرحمٰن نے رات ہی میں مروان کو سارا واقعہ سنادیا تھا، اور مروان صبح کی نماز کے بعد منبر پر بیٹھا اور کہا کہ وہ شخص کہاں ہے جو کہتا ہے کہ امیر المؤمنین آزاد کردہ غلام ہیں، پھر طرح طرح کی دھمکی دی، حضرت عائشہ رضؓ حجرہ کے اندر مصلّٰی پر بیٹھی مروان کی باتیں سن رہی تھیں، ان کا معمول تھا کہ آفتاب نکلنے سے پہلے بات چیت نہیں کرتی تھیں، دن نکلنے کے بعد بریرہ سے پوچھا کہ کیا بات ہے، مروان کیا کہہ رہا ہے؟ موسیٰ وہیں موجود تھے، فوراً سامنے جاکر کہا کہ مروان مجھے یہ سب کچھ کہہ رہا ہے اور رات کی مجلس کا پورا واقعہ بیان کیا، حضرت عائشہ رضؓ نے تمام ماجرا سن کر کہا کہ افسوس کہ مروان اس حقیقت کا انکار کر رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عفو و کرم نے فتح مکہ کے موقع پر ان لوگوں کو اپنے سایہ میں لینے کے بعد ان کی جان ان ہی کو ہبہ کردی، اس وقت حضرت عائشہ کی آواز کچھ تیز ہوگئی تھی، اس کے بعد موسیٰ سے کہا کہ تم اپنے مکان پر چلے جاؤ، موسیٰ نے عرض کیا کہ مجھے مروان کی طرف سے خطرہ ہے، حضرت عائشہ رضؓ نے کہا کہ کیا مروان کی ہمت ہے کہ تم کو گزند پہونچائے؟

یہ سن کر موسیٰ اپنے مکان چلے گئے۔

اس کے بعد مروان نے حضرت عائشہ کی پوری بات ملک شام حضرت معاویہؓ کے پاس لکھی۔

حضرت معاویہ نے مروان کا خط پڑھ کر کہا۔

فسد واللہ مجلس القلادۃ، لعن اللہ مروان واللہ مجلس قلادہ ختم ہوگئی، تف ہے مروان پر اور مروان کو لکھا کہ تم پر، تمہارے خطبہ پر، اور تمہارے منبر رسول پر بیٹھنے پر تف ہے، ہم تم کو خبر دے رہے ہیں کہ کس نے کہا ہے کہ ہم غلام ہیں، میرے اس خط کے بعد اس بارے میں کوئی گفتگو نہ کرنا اور نہ کوئی کارروائی کرنا۔

اس واقعہ کی رات میں لوگ مجلس قلادہ سے نکلے تو پھر اس میں نہیں گئے اور اس واقعہ کے بعد یہ مجلس بند ہوگئی[1]

مدینہ منورہ کے ہر مورخ نے مجلس القلادہ کا شاندار طریقہ پر تذکرہ کیا ہے، مگر اس کے علمی و دینی مباحث کی تفصیل کسی نے بیان نہیں کی ہے حالانکہ اس مجلس کے علمی و دینی، ادبی نوادرات پر مستقل کتاب لکھی جا سکتی تھی، صرف ابوجعفر محمد بن حبیب بغدادی متوفی ۲۴۵ھ نے اپنی کتاب المنمق میں دو واقعات نقل کئے ہیں، جو اسکے فکری اور مذہبی ترجمان ہیں، ادب و تاریخ پر اس کی چھوٹی بڑی پینتالیس کتابیں ہیں جن میں سے کتاب المحبّر اور کتاب المنمق حیدرآباد میں چھپی ہیں، محمد بن حبیب بغدادی تشیع کی طرف مائل تھا جس کا اظہار مذکورہ بالا دونوں واقعات کے نقل کرنے میں کیا ہے، پہلے واقعہ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے جود و سخا اور حضرت ابوبکر صدیق کے خاندان پر ان کے احسانات کو ظاہر کیا ہے اور دوسرے واقعہ میں حضرت معاویہؓ اور بنوامیہ کی حیثیت کو کم کیا ہے رفض و تشیع کا ذہن بڑی باریکی اور چالاکی سے کام کرتا ہے۔

---

[1] کتاب المنمق ص ۴۲۵ تا ص ۴۲۹